وسطی ایشیا اور منشیات کا طوفان

کیموزم کے زوال کے بعد سابق سوویت یونین کی وسط ایشیائی ریاستوں کا بیرونی دنیا سے جو رابطہ بحال ہوا ہے اور منڈی میں اصلاحات کا جو رجحان آہستہ آہستہ پروان چڑھ رہا ہے، اس کے نتیجہ میں پیدا شدہ تجارت کے لیے سازگار فضا میں قانونی تجارت ہی منافع بخشی کا واحد ذریعہ نہیں رہی ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے منشیات کے سوداگروں نے نئے نئے امکانات کا کھوج لگانا بھی شروع کیا ہوا ہے۔ اس امر کا اندازہ اس ایک خبر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے منشیات کنٹرول پروگرام کے حکام نے حال ہی میں ازبکستان میں ۱۴ ٹن ضبط شدہ افغان حشیش کو آگ کی نذر ہو کر دھواں بنتے دیکھا۔ ازبکستان کے بارے میں ان حکام کو خدشہ ہے کہ یہ شمالی امریکہ اور یورپ کے لیے منشیات کی ترسیل کی پائپ لائن بن سکتا ہے۔ حشیش کی اس بھاری مقدار کو جس پر "فرنچ سلاد ڈریسنگ" کا لیبل لگایا گیا تھا، اس وقت قبضہ میں لیا گیا تھا جب اسے گاڑیوں کے ذریعہ بلجیئم بھیجا جا رہا تھا۔ جہاں اسے متوقع طور پر ساڑھے چھ سو ملین ڈالر میں فروخت کیا جاتا تھا۔ ازبک حکام کے مطابق انہوں نے گزشتہ دو سال کے دوران، ہیروئن افیم اور منشیات کی دیگر اقسام کو بھی قبضہ میں لیا ہے۔ اقوام متحدہ کے منشیات کنٹرول پروگرام کے صدر جارجیو جیاکوملی منشیات کے کنٹرول اور سمگلنگ کی روک تھام کو مزید مؤثر بنانے کے لیے وسطی ایشیا کے چار ممالک ازبکستان، قازقستان، کرغستان اور ترکمانستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ازبکستان میں صدر اسلام کریموف سے بھی ملاقات کی جس میں انہوں نے منشیات کے کنٹرول کو زیادہ فعال بنانے، فورنسک لیبارٹریز کے قیام اور متعلقہ افراد کی تربیت کے لیے دو سال کے دوران ۵ لاکھ ڈالر کی امداد دینے پر بھی رضامندی ظاہر کی۔

مسٹر جارجیو نے منشیات کے کنٹرول کی کوششوں کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ان ساری مساعی کے باوجود بھی یہ ناممکن ہے کہ منشیات کی ترسیل کو مکمل طور پر روک دیا جائے۔ انہوں نے کہا "میرے خیال میں کسی بھی ملک سے جتنی مقدار میں منشیات گزر کر جاتی ہیں ان میں سے صرف دس فیصدی کو ہی ہم اپنی کوششوں سے روک سکتے ہیں"۔ خدشہ یہ ہے کہ مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث گروہ جو اس وقت سابق سوویت یونین کے دیگر علاقوں میں سرگرم عمل ہیں، منشیات کے حوالے سے زیادہ متوقع منافع کے لالچ میں وسط ایشیا کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنائیں گے۔ وسطی ایشیا کی

ریاستیں اپنے محل وقوع کے اعتبار سے افغانستان کے بالکل شمال میں واقع ہیں، جو بین الاقوامی سطح پر منشیات مثلاً ہیروئن، افیم اور حشیش کا سب سے بڑا برآمد کنندہ ہے۔ اس تناظر میں یہ ریاستیں یورپ میں منشیات کی ترسیل کے روائتی راستے ایران اور ترکی کے مقابلہ میں زیادہ بہتر اور پرکشش راستہ فراہم کرتی ہیں۔ مسٹر جارجیو کے مطابق ترکی میں اقوام متحدہ کی مدد سے منشیات کی روک تھام کی کوششوں میں خاصی بہتری پیدا ہو چکی ہے۔ خود وسطی ایشیا میں بھی منشیات پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ قازقستان کے ڈیڑھ لاکھ ہیکٹر پر مشتمل رقبہ پر جنگلی بھنگ پیدا ہوتی ہے۔ ازبکستان کے دو ہزار سے تین ہزار ہیکٹر رقبہ پر پوست کاشت کی جاتی ہے۔ جو سمرقند کے قدیم کاروان شہر کے نزدیک پہاڑیوں پر اگائی جاتی ہے۔ سمرقند کے حکام کے مطابق انہوں نے گزشتہ سال آٹھ سو ہیکٹر رقبہ پر پوست کی فصل تباہ کی جبکہ اس سے پیشتر سال کے دوران تباہ کردہ پوست کی فصل کا رقبہ صرف دو سو ہیکٹر پر مشتمل تھا۔ ایک اور خدشہ یہ پایا جاتا ہے کہ خود وسطی ایشیا کے اندر بھی منشیات کے استعمال کے رجحان میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں فی الوقت اگرچہ کسی سنگین خطرے کا سامنا تو نہیں ہے لیکن جارجیو کے خیال میں "اصولاً جہاں کہیں بھی منشیات کی بھاری "ٹریفکنگ" ہوگی وہاں جلد ہی منشیات کے عادی افراد میں بھی اضافہ ہوگا۔" اس لیے یہ صورتِ حال وسطی ایشیا کے لیے خطرے کا الارم ثابت ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں پاکستان کی مثال نہایت ہی تشویشناک ہے۔ پاکستان ۱۹۸۰ء کی دہائی میں افغانستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ سے آنے والی منشیات کی وجہ سے منشیات کی ترسیل کا ذریعہ بن گیا تھا جس کی وجہ سے آج پاکستان میں تیس لاکھ افراد منشیات کے عادی بن چکے ہیں۔ تھائی لینڈ، میامار اور منشیات پیدا کرنے والے دیگر ممالک بھی اسی قسم کی پریشان کن صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ یورپ اور ایشیا کے درمیان تجارت کا ایک دفعہ پھر مرکز بننے کے لیے پرانے "سلک روٹ" کو ازسرِ نو بحال کرنے کی بات کرتے وقت ہوشمند ازبکوں کی تمنائیں اور مقاصد یقیناً اوپر ذکر کردہ ناخوشگوار صورتِ حال کا حصول نہیں ہو سکتیں۔ (ترجمہ عبدالصبور شاہ) بشکریہ "دی اکانومسٹ" اگست ۱۹۹۴ء